Lesson 12. Al-Baqarah (Ayaat 87 - 96): Day 51 سُوْرَةُ الْبَقَرَة کی تفسیر

پچھلے سبق میں ہم نے دیکھا کہ اللہ کے احکامات کو ماننے میں جب مسلمان pick & choose کرتے ہیں تو کس طرح دنیا میں بھی زلیل وخوار ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارا تو یہ حال ہے کہ؛

یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں

حقیقت میں جب مسلمانوں کے روّیے اس طرح کے ہوتے ہیں تو وہ اللہ کے دائرے سے نکل کو دوسروں کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ کل یہود کا یہ حال تھا اور آج ہمارا حال یہی ہے، آیئے دیکھتے ہیں کہ جب اللہ کی کتاب ایک قوم کی طرف بھیجی جاتی ہے تو وہ کیوں اپنی پسند کے احکام مانتے ہیں اور باقی چھوڑ دیتے ہیں۔ بنی اسرائیل پر بات ہو رہی تھی، اب یہ موضوع اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ یہاں سے ہمیں سیکھنے کی بہت سی باتیں ملیں گیں۔ آج کے سبق کا خاص لفظ 'خواہش' ہے۔ کہ جب انسان خواہشات کے پیچھے چلتا ہے تو اسے موت بھی یاد نہیں رہتی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿٨٧﴾

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے نشانات بخشے اور روح القدس (یعنی جبرئیل) سے ان کو مدد دی۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے

پاس ایسی باتیں لے کر آئے، جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا، تو تم سرکش ہو جاتے رہے، اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔

اس آیت میں یہود پر تنقید ہے۔ اور کم اور تم کہہ کر بات کی جارہی ہے اور پڑھنے والا سمجھ جاتا ہے کہ بار بار کسی کو مخاطب کیا جارہا ہے۔ بظاہر تو یہ باتیں مدینہ کے یہود سے کہی جارہی ہیں لیکن اصل میں یہ باتیں ان کے باپ دادا کی ہیں۔ تو جب ہم غلط بات کو برا نہیں سمجھتے تو چاہے وہ بات پرانی ہی کیوں نہ ہو، ہم بھی غلط کر رہے ہوتے ہیں۔۔ لقد جملے میں شدّت پیدا کرتا ہے۔ کہ کلام میں کوئی شک نہیں۔ اللہ نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی۔ (تورات) اور کئی نبی بھیجے، مسلسل بھیجتے رہے۔ اور عیسیٰؑ کو بھیجا۔ آپ کہہ سکتی ہیں کہ موسیٰؑ سے تورات شروع ہوئی اور عیسیٰؑ پر مکمل ہوئی۔ دونوں پیغمبروں کے درمیان تیرہ سو سال کا وقفہ تھا۔ اس دوران جتنے بھی انبیاء کرامؑ آئے وہ سب تورات کی تبلیغ کرتے رہے۔

عیسیٰؑ بنی اسرائیل سے تھے لیکن یہود ان کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ موسیٰؑ کے زمانے میں تورات ایک تازہ پانی کے چشمے کی طرح تھی۔ عیسیٰؑ کو اللہ نے ایک مختلف طریقے سے پیدا کیا تاکہ وہ اصل دین کی تبلیغ کریں کیونکہ یہود نے تورات میں اتنی تبدیلیاں کر دی تھیں کہ اصل احکام تک بدل لئے گئے تھے۔

اب جب عیسیٰؑ نے آکر یہود کے پول کھولے تو انھیں یہ بات پسند نہیں آئی اور انھوں نے عیسیٰؑ کو ماننے سے ہی انکار کر دیا۔ یہود کو تنقید پسند نہیں تھی۔ وہ عیسیٰؑ کے خلاف ہو گئے۔ (اس سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کے نبیؑ اگر بنی اسرائیل سے بھی ہوتے تو یہود نہ مانتے) آج بھی ہم دیکھیں کہ وہ مسلمان جنہوں نے دین میں تبدیلیاں کر رکھی ہیں وہ بھی تنقید برداشت نہیں کرتے۔ دین دو طرح خراب ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ آج بھی وضو مٹی کے لوٹے سے ہی ہو گا۔ کھڑے ہو کر شاور نہیں کر سکتے۔ سر سے دوپٹہ اُتر گیا تو وضو خراب ہو جائے گا۔ ایک یہ کہ نبی پاکؐ نے مائیک استعمال نہیں کیا اس لئے یہ جائز نہیں ہے۔ بس اپنی ذاتی تقویٰ کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

اور دوسرا یہ کہ دین سب کے لئے آسان کر دو۔ یہ وہ علماء سو ہیں کہ ٹی وی پر آکر لوگوں کو خوش کرتے ہیں۔ کہ حجاب کی ضرورت نہیں، عورت پہن کر باہر جائے گی تو گالیاں کھائے گی اور یہ کہ سود بھی جائز ہے۔

یہ سب کچھ بنی اسرائیل میں بھی ہُوا۔ اب اگر اللہ عام طریقے سے وہاں نبی بھیجتے تو لوگوں نے اہمیت نہیں دینی تھی۔ تو اللہ نے اُنؑ کو روشن دلیلیں دے کر بھیجا۔ کونسی روشن دلیلیں؟

(1) وہ بن باپ کے پیدا ہوئے۔ (2) انھوں نے ماں کی گود سے کلام کیا 'انی عبد اللہ' (3) وہ مردے کو زندہ کر دیتے (اللہ کے حکم سے) (4) کوڑھی کے مریض کو ٹھیک کر دیتے (5) لوگ اپنے گھر سے کچھ کھا کر یا چھپا کر آتے تو آپؑ کو پتا چل جاتا۔ اب یہ سب معجزات تھے، اللہ کی طرف سے روشن دلیلیں تھیں۔ اس زمانے میں طب کا بہت رواج تھا۔ اور ان سب کاموں میں فرشتے ان کی مدد کرتے تھے۔ حضرت جبرائیلؑ کا یہاں خاص طور پر نام لیا گیا ہے۔ آج بھی بہت سارے کام ہمارے فرشتے ہی کرتے ہیں (اللہ کے حکم سے)۔ یہود نے عیسیٰؑ کے خلاف پراپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ایک شیطان ہے جو عیسیٰؑ کے مدد کرتا ہے۔ اللہ نے اُن سب باتوں کی تردید کی دی۔ اللہ نے کیسے اُن کو خبر دار کیا ہے۔ کہ اللہ اسی طرح اپنے دین دار اور مخلص لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

اللہ جب کسی کو کوئی نعمت دیتا ہے تو کچھ حسد کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں۔ عربی زبان کا محاورہ ہے 'کل بنعمتة محسود' ہر نعمت والا حسد کیا جاتا ہے۔ ہر کوئی آپ کی نعمت پر خوش نہیں ہوتا۔ اللہ نے عیسیٰؑ کے خلاف کی جانے والی باتوں کا جواب دیا ہے۔ جبرائیلؑ کو روح القدس کہا گیا ہے۔ کیونکہ بیبی مریمؑ کو جو حمل ٹھہرا تھا وہ جبرائیلؑ نے پھونک ماری تھی۔ یعنی 'پاکیزہ روح'۔ یہ سب فرشتوں کے سردار ہیں۔

اب آگے دیکھتے ہیں۔ یہاں آیت کا صوتی حسن دیکھیں۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے، جن کو تمہارا جی ماننا نہیں چاہتا تھا، تو تم سرکش ہو جاتے رہے،

یعنی تکبّر میں آجاتے۔ قرآن تو سب کو اچھا لگتا ہے۔ دراصل قرآن کے احکام نہیں ماننا چاہتے۔ جبرائیلؑ بھی اچھے لگتے ہیں۔ حرِا میں وحی بھی پسند ہے۔ جب خواہشات کے خلاف عمل کرنا پڑتا ہے۔ اپنی مرضی کا دین چاہتے ہیں۔ لوگ اللہ کی کتاب کے خلاف نہیں لیکن اس میں دیئے گئے احکام بُرے لگتے ہیں۔ آپ کچھ بہنوں سے سنیں گی کہ قرآن پڑھنے کو دل چاہتا ہے لیکن اگر پڑھ کر عمل نہ کیا تو زیادہ گناہ ہوگا۔ کیا اس طرح نہیں لگتا کہ آپ کے سامنے دس سوٹ رکھے ہیں اور اپنی پسند کے ایک یا دو اُٹھا رہی ہیں۔ لوگ اس طرح کا دین ہی تو چاہتے ہیں۔ جس میں حجاب نہ ہو، سود حلال ہو، شراب اور زنا کی اجازت ہو۔ یعنی جو مرضی کریں۔ اسلام تو واضع حکم دیتا ہے کہ کس طرح کے کپڑے پہنیں۔ رنگ اور ڈیزائن تو آپ کی پسند ہے لیکن حدود کے اندر رہ کر پہنیں۔

ہم کچھ لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ جس معاشرے میں جاتے ہیں ویسے ہی بن جاتے ہیں۔ ہیں تو بہت اچھے لیکن دوسروں کا رنگ جلدی چڑھ جاتا ہے۔ اب پاکستانی جو شلوار قمیض پہنتے ہیں۔ تو یہ بہت آرام دہ لباس ہے۔ اور جسم کو اچھی طرح کور بھی کرتا ہے۔ لیکن یہ ہمارا احساسِ کمتری ہے کہ ہم باہر جاتے ہوئے دوسرے لباس پہننا چاہتے ہیں۔

جب بیت المقدس فتح ہُوا تو عمرؓ کے غلام نے اُنؓ سے کہا کہ آپؓ لباس بدل لیں۔ دنیا کے اتنے بڑے بڑے لوگ آپ سے وہاں ملیں گے۔ عمرؓ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ جس لباس میں اپنے رَبّ کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ اُسی لباس میں سب سے ملوں گا۔

عمرو بن العاصؓ نے جب مصر فتح کیا تو لمبا سا چوغہ پہنا ہُوا تھا۔ دربار میں داخل ہونے لگے تو درباریوں نے روکا کہ شاہی لباس میں داخل ہوں۔ آپؓ نے فرمایا مجھے روکتے ہو؟ اور اپنی تلوار سے اس راستے پر نشان بناتے ہوئے داخل ہوئے۔ جب لوگ اپنے دین کو اپنی خواہشات کی وجہ سے پیچھے کرتے ہیں اس کی وجہ تکبّر ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے بڑا بننا چاہتے ہیں۔

ہم کسی بھی قسم کے لباس کے خلاف یا حق میں بات نہیں کر رہے۔ اپنی خواہش کی بات ہو رہی ہے۔

خواہش عربی میں ھوا ہے۔یعنی ایسی خواہشات جو انسان کو اُڑائے پھرتی ہیں۔ ٹکنے نہیں دیتی اور پھر بعض خواہشات کی وجہ سے انسان اوپر سے نیچے گرتا ہے اور کچھ نہ کچھ زخمی ہو جاتا ہے۔۔اللہ نے کتاب کھول کر سامنے رکھ دی۔اب ایک طرح کے لوگ تو وہ ہیں جو کہتے ہیں جی ہمیں معلوم ہے یہ دین میں ہے لیکن ابھی میرا دل نہیں کرتا یہ کرنے کو۔یہ بھی خطرے کی بات ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں۔کہ جس حکم پر عمل کرنے کو دل نہیں چاہتا اس کو اسلام سے ہی نکال دیا۔ہم نے اسلام میں اپنی پسند رکھ دی۔اور ناپسند نکال دی۔ہم فتویٰ لیتے ہیں کہ فلاں چیز پسند ہے۔ایک پرزہ عیسائیت سے لے لیا اور کچھ یہود اور ہنود سے۔اور اپنی مشین بنانا چاہتے ہیں

کیا نعوذ باللہ، اللہ نے مکمل شریعت نہیں بنائی؟ کیا اللہ کو ہماری ضروریات معلوم نہیں تھیں؟

ہم یوکے میں آتے ہیں، باقی سب باتیں تو مان لیں لیکن ایک قانون بھی توڑیں گے تو فوراً جرمانہ ہو گا۔ اب اگر کوئی کسی ملک کا قانون توڑے تو مجرم ہے لیکن جو اللہ کا قانون توڑے تو۔۔۔۔؟ ہم اللہ کے قانون کیوں تورٹتے ہیں؟ کیونکہ اپنی خواہشات پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔دوسروں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ذاتی خواہشات پر عمل کرکے پوری اُمّت کا چاہے نام بدنام ہو جائے تو پرواہ نہیں کرتے۔

ہم حجاب کیوں نہیں لیتے؟ آج گھر بیٹھ کر لکھیں کہ مجھے دین کی کونسی باتیں مشکل لگتی ہیں؟ میں کہاں کہاں اپنی خواہشات کی پیروی کرتی ہوں؟ خواہشات پر کیسے قابو پا سکتی ہوں؟

نورالقرآن ویب سائٹ پر لیکچر سُنیں: خواہشات پر کیسے قابو پا سکتی ہوں؟ ۱۸ پوائنٹس کا لیکچر ہے۔ سیلف کنٹرول کیسے سیکھیں۔اللہ کا فرمان ہے کہ جس نے خواہش پر قابو پالیا وہ کامیاب ہے۔ خواہش پر قابو پالیں سب آسان ہو جائے گا، وضو کے لئے اُٹھنا آسان، حجاب کرنا آسان،

اب آپ کو اپنا سب سے بڑا دشمن کون لگ رہا ہے؟

یہود نے بھی یہی سب کیا تھا۔اپنی خواہش کے غلام بن گئے تھے۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ علم حاصل کریں۔ پرانے دور میں نبیؑ آتے تھے اور قوم کو تعلیم دیتے تھے۔ ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی علم حاصل کرنا اور پھر اس پر عمل کرنے پر ہے۔ اپنی قوم کو جگائیں اور اُن کو قرآن وسُنّت سے جوڑ دیں۔

اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔

یہود نے نبیوں کو قتل کیا۔ یحییٰؑ کو قتل کر دیا۔ یحییٰؑ کو کتنی دعاؤں سے زکریاؑ نے رَبّ سے مانگا تھا۔ عیسیٰؑ کے قتل کا تو خود اعتراف کرتے ہیں۔ ایک ایک دن میں تین سو نبیوںؑ کو قتل کر دیتے تھے۔ کل نبیؑ قتل ہوتے تھے آج حق بات کرنے والوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ جیل میں ڈال دیئے جاتے ہیں، اغوا ہوتے ہیں اور قتل تک کر دیئے جاتے ہیں۔ کفر بھی خواہش والے دین کو سپورٹ کرتے ہیں۔ آج بھی ایک فرقہ اپنی خواہش کا دین بنا کر مسلمان کہلاتا ہے۔ ایک طالبہ نے بتایا کہ وہ اسماعیلی فرقہ چھوڑ کر مسلمان ہوئی ہے۔ اور بتایا کہ اس فرقے میں بہت رنگینی ہے۔ شراب حلال، ناجائز تعلقات حلال۔ کوئی بہت ہمت والا شخص ہی ایسا دین چھوڑ کر اصل دین اسلام کی طرف آتا ہے۔ جمعرات کو چندہ دے دو اور جو مرضی کرو۔ باطل فرقے والا ۲۵٪ ٹیکس دے دیتے ہیں۔ ڈونیشن دیتے ہیں۔ لیکن زکوٰۃ دیتے ہوئے بہانے سوچتے ہیں۔ آج ہمارے پاس علم ہے لیکن عمل نہیں ہے۔

جو دین سیکھیں اس پر عمل کریں۔ سب کچھ کر کے بھی اپنے آپ کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اللہ نے ایسے لوگوں پر لعنت کر رکھی ہے۔

لیکن اللہ انسان کو مایوس نہیں ہونے دیتا۔ اللہ فرماتا ہے کہ تھوڑے لوگ راستباز ہیں۔ اصل دین پر ہیں۔ عبد اللہ بن سلامؓ مسلمان ہو گئے تھے۔ اب آگے ایک مکالمے کی طرح آیات ہیں۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

اور کہتے ہیں، ہمارے دل پردے میں ہیں۔ (نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت

کر رکھی ہے۔ پس یہ تھوڑے ہی پر ایمان لاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ہم تو محفوظ ہیں۔ ہمیں تو لوگ بہت بلاتے ہیں قرآن پڑھنے کے لئے لیکن ہم جاتے ہی نہیں ہیں۔ ان کی حرکتوں کی وجہ سے یہ محروم ہو گئے ہیں۔ ان پر اللہ نے ٹھپہ لگا دیا ہے۔ ضدّی اور ڈھیٹ ہو گئے ہیں۔ اس پر آپ یہ تفسیر پڑھ سکتے ہیں۔

QURAN**TAFSEER**, Shaykh **Abdul Majid** Daryabadi

یہود فخریہ اور اعلانیہ کہتے تھے کہ نئے پیغمبر اللہ کے رسولؐ کچھ بھی کر لیں ہم ان کو قبول نہیں کرینگے۔ ہمارے دل تو علم کے خزانے ہیں۔ ہمیں نئے علم کی ضرورت ہی نہیں۔ ہمیں خود سب کچھ پتا ہے۔ ہم نے موسیٰؑ کی شریعت پڑھی ہے اگر آج کے مسلمان کو دیکھ لیں تو اس آیت کا عام زبان میں ترجمہ یہ ہو گا کہ ہمیں سب پتا ہے۔ ہمیں قران سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ باتیں کر کے اُس دور کے یہود اپنے آپ کو محروم کر رہے تھے۔ مثال ہے کہ اگر توریت اور انجیل پڑھ بھی لی تھی تو قرآن سیکھ لیتے۔

نبی پاکؐ کا ارشاد ہے کہ دو بھوکوں کا پیٹ کبھی نہیں بڑھتا۔ ایک علم کا بھوکا اور ایک دنیا کا بھوکا۔

خواہشوں کے پیچھے بھاگنے والے کے پاس جتنا زیادہ ہو گا وہ اُتنا ہی اور لالچ کرتا ہے۔

ایک اور حدیثؐ کے آدم کے بیٹے کا پیٹ صرف قبر کی مٹی سے بھرتا ہے۔ پیسہ کو میں اپنی زبان میں کولیسٹرول کہتی ہوں۔ جتنا زیادہ ہو گا انسان پر بوجھ ہو گا۔ بھوکے اور پیاسے کے آگے کھانا اور پانی رکھیں تو وہ کھائے گا۔ ایسے ہی علم ہے۔ جتنا زیادہ ہو گا مزید کی خواہش ہو گی۔

یہاں لعن کا لفظ استعمال ہُوا ہے۔ عربی میں لعن کا مطلب ہے دوری (اُردو میں تو لعنت یعنی برے معنی ہیں)۔ یعنی یہود نے اپنے آپ کو دُور کر دیا۔ جب انسان اللہ کی طرف نہیں آنا چاہتا ہے تو اللہ اس کو دور کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے قدر ہی نہیں کی۔ اللہ اپنے پاک کلام سے دور کر دیتا ہے۔ جب کبھی قرآن یا دینی محفل میں دل نہ لگے تو سوچیں کہ کونسا گناہ کیا ہے؟

اللہ نے اپنا کلام محفوظ کیا ہے۔ یہ علم چنے ہوئے لوگوں کو ملتا ہے۔۔ آپ نہیں لیں گے تو کسی اور کو مل جائے گا۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾

اور جب اللہ کے ہاں سے ان کے پاس کتاب آئی جو ان کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے، اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے، تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے، جب ان کے پاس آ پہنچی تو اس سے کافر ہو گئے۔ پس کافروں پر اللہ کی لعنت۔

یہاں میں نے غور و فکر کیا کہ یہود کو اتنی فضیلت کیوں دی گئی ہے۔ اللہ نے ان کو کیوں چنا؟ تو معلوم ہُوا کہ یہود میں سو خرابیاں اور برائیاں تھیں لیکن شرک نہیں کرتے۔ (صرف ایک دفعہ بچھڑے والے واقعے سے کچھ شائبہ ملتا ہے)۔ حضرت عزیرؑ کے بارے میں بھی کچھ غلط عقائد ہیں لیکن کھلے عام شرک نظر نہیں آتا۔ جب ایسے لوگوں کو ایک Latest Version دیا جائے تو وہ کیوں انکار کرے؟ دنیا کی چیزوں کے لئے تو ہم نئی اور جدید چیز چاہتے ہیں۔ دین کے نام پر دِل گھٹتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ، آپ (یہود) کے پاس آ گئے ہیں۔ (کوئی فعل جب کان کے ساتھ آئے گا تو وہ مسلسل کے معنی دے گا) یعنی پہلے تو یہود دعائیں مانگا کرتے تھے کہ اللہ کے نبیؐ آئے تو وہ اُنؐ کے ساتھ مل کر مشرکین سے بدلے لیں گے۔ اَب انکار کیوں؟

جب بنی اسرائیل پر زوال آیا۔ ان کے پاس کچھ تورات کے صحیفے تھے اور کچھ من و سلویٰ۔ اللہ نے ان پر دشمن غالب کر دئے۔ یہ اپنے تبرکات کی بڑی قدر کرتے تھے (کسی بھی قوم کی تباہی کی نشانی یہی ہے کہ اللہ کے دین پر عمل کی بجائے اُس کو تبرک کی طرح سنبھال کر رکھ دے)۔ آئیندہ جب کبھی کسی سے مقابلہ ہوتا تو یہود تورات کا وہ صفحہ نکال لیتے جس میں اللہ کے نبیؐ کی آمد کا ذِکر ہوتا۔ اللہ ہم تم سے ان آیات کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ وہ نبیؐ بھیج دے تاکہ وہ ہمارا ساتھ دے۔

اب اِتنی دعاؤں کے بعد جب نبیؐ آ گئے تو قدر نہیں کی۔ جو اللہ کے کلام کی قدر نہیں کرتے۔ اللہ کے دین کے لئے قربانی نہیں دے سکتے۔ اللہ کو اُن کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اللہ اُن سے بہتر لوگوں کو آگے لے آئے گا۔ یہود نے نبیؐ کو پہچان لیا تھا لیکن مانے نہیں تھے۔